Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 02, April - June 2025, **PP**: 93-103
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

اولیول(O'LEVEL)اسلامیات کا نصابِ حدیث: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Ḥadīth Syllabus in O' Level's Islāmiyāt

1. Muhammad Nawaz nawazrajput1@gmail.com	*Doctorate Candidate, Department of Islamic Studies (Qur'ān & Tafsīr), Allama Iqbal Open University, Islamabad.*
2. Dr. Muhammad Ghayas muhammad.ghayas@riphah.edu.pk	*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad.*
3. Haq Nawaz haqnawaz19912010@yahoo.com	*Doctorate Candidate, Department of Islamic Studies (Qur'ān & Tafsīr), Allama Iqbal Open University, Islamabad.*

How to Cite:	Muhammad Nawaz, Dr. Muhammad Ghayas and Haq Nawaz. 2025: "An Analytical Study of the Ḥadīth Syllabus in O' Level's Islāmiyāt". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (02): 93-103.
Article History:	**Received**: 20-05-2025 · **Accepted**: 25-06-2025 · **Published**: 30-06-2025

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

اولیول(O'LEVEL)اسلامیات کانصابِ حدیث: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Ḥadīth Syllabus in O' Level's Islāmiyāt

1. **Muhammad Nawaz**
Doctorate Candidate,
Department of Islamic Studies (Qur'ān & Tafsīr), Allama Iqbal Open University, Islamabad.
nawazrajput1@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Ghayas**
Assistant Professor,
Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad.
muhammad.ghayas@riphah.edu.pk

3. **Haq Nawaz**
Doctorate Candidate,
Department of Islamic Studies (Qur'ān & Tafsīr), Allama Iqbal Open University, Islamabad.
haqnawaz19912010@yahoo.com

Abstract

This study presents a comprehensive analytical review of the selected ḥadīths included in the Cambridge O'Level Islāmiyāt (2058) curriculum, with the objective of evaluating their thematic relevance, pedagogical utility, and spiritual significance in a contemporary educational context. The syllabus prescribes twenty ḥadīths, meticulously chosen from the authentic compilations of *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* and *Ṣaḥīḥ Muslim*, and categorizes them under two core themes: individual moral conduct (*akhlāq fardiyyah*) and collective social behavior (*muʿāmalāt ijtimāʿiyyah*). This research explores how these Prophetic traditions function as foundational texts that guide students in cultivating ethical character, spiritual consciousness, and a sense of communal responsibility. By analyzing the content, language, and moral directives of the selected ḥadīths, the study demonstrates their enduring relevance in shaping the worldview of Muslim youth and their understanding of Islam as a comprehensive way of life. The findings indicate that the integration of these ḥadīths in the school curriculum not only strengthens students' religious identity but also enhances their analytical skills through reflective engagement with authentic Islamic sources. Furthermore, the study addresses certain pedagogical challenges observed in the teaching and learning process, such as limited contextual explanation and insufficient critical interaction with the text.

Keywords: *Islāmiyāt, Cambridge Curriculum, Ḥadīth, Moral Education, Ethical Teachings, Social Responsibility, Islamic Pedagogy.*

تمہید

کیمبرج انٹر نیشنل ایک ایسا عالمی تعلیمی ادارہ ہے جو دنیا بھر کے طلباء کو مختلف ثقافتی و مذہبی پس منظر کے مطابق معیاری تعلیم فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ کیمبرج کے تعلیمی ڈھانچے میں اسلامی معاشروں کی اخلاقی و روحانی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے "اسلامیات" کو بطور مضمون شامل کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے ذریعے مسلم طلباء کو دین اسلام کے بنیادی عقائد، عملی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور فقہی اصولوں سے روشناس کروایا جاتا ہے۔ علوم اسلامیہ کا یہ نصاب اسلامی علوم کے ماہرین کی نگرانی میں مرتب کیا گیا ہے، جو خطے کے تقاضوں اور زبان و ثقافت کو پیشِ نظر رکھ کر مخصوص کوڈز کے تحت ترتیب دیا جاتا ہے۔ پاکستان چونکہ کیمبرج کے زون 4 میں شامل ہے، اس لیے یہاں اسلامیات 2058 کا نصاب نافذ ہے، جو پاکستانی طلباء کے لیے اولیول سطح پر لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا

ہے۔ پاکستان کے آئین کے مطابق حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر مسلم طلباء کو اسلامی تعلیم فراہم کرے اور یہی ذمہ داری وفاقی وصوبائی تعلیمی بورڈز نے بھی اپنے اپنے دائرہ کار میں پوری کرنی ہے۔[1]

اولیول اسلامیات(2058) کے نصاب کا ایک اہم جز و20 منتخب احادیث کا مطالعہ ہے، جنہیں دو بنیادی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے: انفرادی اخلاقی رویہ اور اجتماعی یا سماجی طرز عمل۔ ان احادیث کا مقصد طلباء میں اسلامی تعلیمات کے عملی اطلاق کا شعور اُجاگر کرنا، اخلاقی تربیت کو فروغ دینااور دین اسلام کی ہمہ گیریت کو نمایاں کرنا ہے۔[2] یہ تمام احادیث صحیحین(صحیح بخاری و صحیح مسلم) سے منتخب کی گئی ہیں، جو ان کی مستند حیثیت کی دلیل ہیں۔

یہ مطالعہ ان احادیث کے بنیادی پیغام، اخلاقی وسماجی اثرات اور طلباء کی شخصی وفکری تربیت میں ان کے کردار کا تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس جائزے میں ہر حدیث کے مرکزی مفہوم کے ساتھ، اس کی عملی افادیت، طلباء کی شخصیت سازی میں اس کا کردار اور موجودہ دور کے سماجی مسائل کے حل میں اس کی رہنمائی کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ نصاب میں شامل احادیث کا اول حصہ کسی بھی شخص کے انفرادی رویہ سے بحث کرتا ہے جبکہ اس کا دوسرا حصہ انسانوں کے سماجی، معاشرتی یا اجتماعی رویہ سے متعلقہ ہے۔ یہ تمام احادیث صحیحین سے لی گئی ہیں۔ اس مقالہ میں ان تمام احادیث کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔

پہلی حدیث: اسلام کا خیر خواہی کا جامع تصور

حدیث کے نصاب میں سب سے پہلے یہ حدیث پیش کی گئی ہے:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ: لِلهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[3]

دین خیر خواہی ہے اللہ، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

یہ حدیث ایمان کے تمام پہلوؤں کو اپناتی ہے۔ اس حدیث سے طلباء کو یہ تعلیمات ملتی ہے کہ ہمیں اللہ، اس کے انبیاء اور نازل شدہ کتابوں اور لوگوں کے ساتھ اپنے تمام معاملات کے ساتھ اپنے ایمان میں مخلص ہونا چاہیے۔ معاشرہ کے اچھے افراد کی حیثیت سے ہمیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے چاہئیں اور اگر قائدین راہِ راست پر ہیں تو ہمیں ان کا فرمانبردار ہونا چاہیے۔

دوسری حدیث: اخوت وبھائی چارے کی عمدہ مثال

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ[4]

تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث میں طلباء کو معاشرے میں بھائی چارہ پیدا کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ دوسرے لوگوں کے لیے محبت، احترام، وقار اور فلاح کا پیغام دیتا ہے۔ یہ سماجی زندگی اور معاملات میں اعلیٰ اخلاقی اقدار اور نیکی کے آداب سکھاتا ہے۔ اسلام انسانیت کو بہت اہمیت دیتا ہے اور یہ حدیث ہم وطنوں کے لیے حسد اور ہر قسم کی برائیوں کی مذمت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں یہ کہہ کر مسلمانوں کے لیے بھائی چارہ قائم کیا ہے کہ "مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"[5]

تیسری حدیث: ایمان کا تقاضا

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ[6]

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلا کہے یا خاموش رہے، اپنے پڑوسی اور مہمان کی عزت کرے۔

اس حدیث میں طلباء آداب گفتگو و طرز معاشرت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ قوت گویائی نہ صرف خدا کی طرف سے ایک عظیم فضل ہے بلکہ ایمان کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ اس یقین کے ساتھ، ایک مؤمن کو سیکھنا چاہئے کہ خاموش رہنا برا کہنے سے بہتر ہے۔ زبان کے غلط استعمال سے کئی برائیاں، فسق اور بے حیائی جنم لیتی ہے۔ اسی طرح ایمان کا تعلق اچھے سماجی طرز عمل سے بھی ہے کیونکہ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ عبادات کی پابندی ایک پہلو ہے اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ایمان کے مظاہر کا دوسرا پہلو ہے۔ مسلمانوں کو ہر طرح کی بے حیائی سے بچنا چاہیے۔ انہیں اپنے آس پاس کے لوگوں کے ساتھ مہمان نوازی کرنی چاہئے جیسے پڑوسیوں اور مہمانوں کے ساتھ۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہیں کہ جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو نقصان نہ پہنچائے اور جو خدا پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لیے مہمان نوازی کی کئی مثالیں قائم کیں۔

چوتھی حدیث: دخولِ جنت کا معیار

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْت إِذَا صَلَّيْت الْمَكْتُوبَاتِ، وَصُمْت رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْت الْحَلَالَ، وَحَرَّمْت الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ[7]

ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ اگر میں فرض نماز پڑھوں، رمضان کے روزے رکھوں، حلال کو حلال اور حرام کو حرام مانوں اور کچھ زیادہ نہ کروں، تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

یہ حدیث طلباء کو جنت میں داخل ہونے کا راز بیان کرتی ہے۔ نماز اور روزہ ان پانچ ستونوں میں سے دو ہیں جن پر ایمان کی عمارت کھڑی ہے۔ یہ دو ستون مؤمنوں کو حلال اور حرام کی اہمیت اجاگر کرنے کی تربیت دیتے ہیں۔ یہ حدیث طلباء کو اس چیز کا احساس دلاتی ہے کہ وہ روزانہ کی نماز کو باقاعدگی سے ادا کریں کیونکہ یہ انہیں برائیوں سے بچاتی ہے۔ "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"[8] طلباء خود کو پروان چڑھانے کے لیے رمضان کے روزے رکھیں۔ ان دونوں کی تعمیل ان کو صحیح اور غلط بتانے اور حلال (جائز) طریقے سے کمانے کی تربیت دیتی ہے تاکہ تمام حرام کاموں سے پرہیز کیا جائے۔ ایسی تربیت دنیا و آخرت میں انفرادی اور اجتماعی فلاح کو یقینی بنائے گی۔

پانچویں حدیث: صدقہ کا وسیع تصور

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ[9]

انسان کے جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔ ہر دن جس میں سورج طلوع ہو، دو افراد کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کی سواری میں اس کی مدد کرنا، یعنی اسے اس پر سوار کرنا یا اس کا سامان رکھ دینا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کے لیے چلنے والا ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

صدقہ اسلام میں ایک باوقار عبادت ہے جسے عام طور پر لوگ اللہ کی راہ میں غریبوں اور مسکینوں کو خیرات دینے کا عمل سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث طلباء کو سکھاتی ہے کہ صدقہ درحقیقت ایک جامع اصطلاح ہے جس میں کوئی بھی ایسا نیک کام، عمل یا فعل شامل ہے جو کمیونٹی کی مدد کرے۔ اس کا تعلق مالی مدد سے نہیں ہے جس سے صرف امیر لوگ ہی فائدہ اُٹھاسکتے ہیں، بلکہ یہ اتنا وسیع ہے کہ ہر ایک چھوٹا سا کام جو ہم دوسروں کی بھلائی کے لیے کرتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

چھٹی حدیث: منکرات کی روک تھام کی حدود

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ[10]

تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر نہ کر سکے تو زبان سے اور اگر وہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

ایک مسلمان طالب علم کو چاہیے کہ وہ حق کے دفاع میں کام کرے اور غلط کی مخالفت کرے۔ ہمارا معاشرہ کرپشن، جھوٹ، بجلی اور گیس کی چوری، فرائض سے غفلت اور قوانین کی خلاف ورزی جیسی سماجی برائیوں سے بھرا پڑا ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق ان برے کاموں کو روکے۔ گناہوں کی مذمت یا روکنا اہلیت کے ساتھ جڑا ہوا ہے، لیکن ان کو دل سے ناپسند کرنا تمام مسلمانوں کے لیے لازم ہے، چاہے وہ کسی بھی قابلیت کے ہوں۔ اگر دل بے حس ہے تو اس کا ایمان ختم ہو گیا ہے۔ ایک مسلمان طالب علم کو اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے مسلسل کوشش کرنی چاہیے تا کہ مجرمانہ حالات کا مقابلہ کر سکے۔

ساتویں حدیث: افضل فرد

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ! اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:مُؤْمِن يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِنَفْسِه وَمَالِه[11]

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا گیا کہ لوگوں میں کون افضل ہے؟ فرمایا :سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرے۔

یہ حدیث طالب علم کو اللہ کی راہ میں اس کے دین کی بالادستی کے لیے جد وجہد کی ترغیب دیتی ہے۔ اسلام زیادہ سے زیادہ لوگوں کو امن اور خیر سگالی کی چھتری تلے لانا چاہتا ہے۔ یہ اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بے بسوں کو وحشیوں کے مظالم اور جبر سے آزاد کرائیں۔ جو شخص ان اہداف کے حصول کے لیے اپنی جان ومال حتیٰ کہ جان تک قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہے اسے بہترین مؤمن کہا جاتا ہے۔

آٹھویں حدیث: شہداء کی اقسام

ما تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟ قالوا: يا رَسولَ اللهِ، مَن قُتِلَ في سَبيلِ اللهِ فَهو شَهِيدٌ، قالَ: إنَّ شُهَداءَ أُمَّتي إذًا لَقَلِيلٌ، قالوا: فمَن هُمْ يا رَسولَ اللهِ؟ قالَ: مَن قُتِلَ في سَبيلِ اللهِ فَهو شَهِيدٌ، ومَن ماتَ في سَبيلِ اللهِ فَهو شَهِيدٌ، ومَن ماتَ في الطَّاعُونِ فَهو شَهِيدٌ، ومَن ماتَ في البَطْنِ فَهو شَهِيدٌ[12]

تم شہید کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میری امت کے شہداء کم ہوں گے۔ شہید وہ ہے جو اللہ کی راہ میں قتل ہو، شہید وہ ہے جو طاعون یا پیٹ کی بیماری سے مر جائے۔

اس حدیث کے ذریعے طلباء پر واضح کیا گیا ہے کہ شہادت کا دائرہ وسیع ہے۔ اس میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو کہ براہ راست خدا کی راہ میں کسی جسمانی لڑائی / جہاد میں شامل نہ ہوں۔ طلباء کو یہ ماننا سکھایا جاتا ہے کہ غیر جنگی شہداء کی بھی ایک بڑی تعداد ہے اور ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی بھی اچانک یا طویل درد کو برداشت کرتے ہیں جو بالآخر انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔ مثال کے طور پر قدرتی موت، طاعون اور ہیضہ سے موت۔ نبی کریم ﷺ نے بارہا" خدا کی راہ میں" کہا ہے اور اس کا مطلب ہے خدا پر پختہ ایمان کی حالت میں مرنا۔ مؤمنوں کو اپنی جان صرف اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ انہیں اس پختہ یقین کے ساتھ تمام سنگین اور مہلک مصائب کا مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ مرضی سے ہے جو اکیلا زندگی اور موت کی طاقت رکھتا

ہے۔انہیں اللہ کے حکم پر لڑتے ہوئے اور کسی بھی جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتے ہوئے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

نویں حدیث: محنت اور اکلِ حلال کی فضیلت

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ[13]

کسی نے کبھی ایسا بہتر کھانا نہیں کھایا جیساوہ جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا ہو۔ حضرت داوٗد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

یہ حدیث طالب علم کو اپنے رزق کے لیے اپنے ہاتھ سے کمانے کا درس دیتی ہے۔ اسلام بھیک مانگنا یا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پسند نہیں کرتا۔ ہمارے حضور ﷺ نے خود محنت کی اور مزدوروں کو یہ کہہ کر عزت و تکریم سے نوازا کہ مزدور اللہ کا دوست ہے۔

دسویں حدیث: معاشرے کے کمزور طبقات کی کفالت کی فضیلت

السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ[14]

بیوہ اور مسکین کی کفالت کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

یہ حدیث طالب علم کو معاشرے میں غریب اور مظلوم طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ مصیبت میں غریبوں کی مدد کرنا اللہ کی عبادت ہے اور فرض نماز اور روزہ کی طرح ضروری ہے۔ ضرورت مندوں کے معاملات کا انتظام کرنا ایک ایسا باوقار عمل ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے یا رات کو نماز کے لیے کھڑا ہونے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی سے فرمایا: اے عائشہ! غریبوں سے پیار کرو اور انہیں مدد کے لیے تمہارے پاس آنے دو۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے دن اپنے قریب ضرور لے جائے گا۔

گیارہویں حدیث: کفالتِ یتامیٰ

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى[15]

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہوں گے (اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر دکھائیں)۔

اس حدیث سے طلباء میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ یتیموں کو کھانا، کپڑا، رہائش اور مالی امداد دی جائے۔ یہ بڑی فضیلت والے کام ہیں اور یہ کام اسے اللہ کے قریب لے جائیں گے۔ اگر کسی کا باپ قرض دار ہو تو قرض دینے والے کو معاف کر دینا چاہیے لیکن اگر وہ قرض دینے میں ہچکچاہٹ کا شکار ہو تو دوسرا شخص اسے ادا کرے۔ امیر لوگوں کو غریب اور یتیم لوگوں کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے چاہئیں تاکہ وہ معاشرے کا مفید حصہ بن سکیں۔ جب وہ بیمار ہو جائیں تو ان کے طبی اخراجات کی ادائیگی کرنی چاہیے۔ یتیم کے سرپرست پر یہ فرض ہے کہ وہ اس کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی سے پیش آئے اور اسے معاشرے کے ظلم سے بچائے۔ نابالغ یتیموں کی جائیداد کی حفاظت کی جائے اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو انہیں واپس کر دی جائے۔

حدیث اسلامی معاشرتی انصاف اور فلاحی اقدار کی علامت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یتیم کے کفیل کو جنت میں اپنی قربت کی نوید دینا، دراصل معاشرے کے سب سے کمزور طبقے کی سرپرستی کو اعلیٰ درجے کی عبادت قرار دینا ہے۔ یہاں "کفالت" محض مالی امداد تک محدود نہیں بلکہ یتیم کی جسمانی، تعلیمی اور روحانی ضروریات کا مکمل خیال رکھنا مراد ہے۔ اولیول کے طلباء کے لیے اس حدیث کی تدریس

کے دوران ایسے عملی منصوبے متعارف کروائے جاسکتے ہیں جن میں وہ یتیم بچوں کے ساتھ وقت گزاریں، امدادی سرگرمیوں میں شریک ہوں یا اسکول میں فنڈ ریزنگ کے ذریعے شعور پیدا کریں۔ یہ حدیث نہ صرف طلبہ میں رحم، محبت اور ذمہ داری کا جذبہ اُبھارتی ہے بلکہ انہیں سماجی تبدیلی کا مؤثر عامل بھی بنا سکتی ہے۔

بارہویں حدیث: نرمی اور سہولت اختیار کرنے کی ترغیب

بَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَفٍ، وَالْيَمَنُ مِخْلَفَانِ، ثُمَّ قَالَ:يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَاوَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا [16]

آپ ﷺ نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک علاقے پر مقرر فرمایا، یمن دو علاقے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت نہ دلاؤ۔

یہ حدیث مسلم حکمرانوں کی ذمہ داریوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ انہیں اپنی توانائیاں اپنی رعایا کی عمومی بہبود اور خوشحالی کے لیے وقف کرنی چاہئیں۔ لوگوں کے دل جیتنے کے لیے ان کے ساتھ نرمی اور انصاف سے پیش آنا چاہیے۔ حکمرانوں کے علاوہ، حدیث عام لوگوں کی روزمرہ کی زندگی تک بھی پھیلی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آسانی پیدا کرو، سختی نہ کرو اور لوگوں کو خوش کرو اور انہیں تکلیف نہ دو۔

تیرہویں حدیث: قرآن سے تعلق کی مضبوطی

إِنَّما مَثَلُ صاحِبِ القُرْآنِ كَمَثَلِ صاحِبِ الإبِلِ المُعَقَّلَةِ إنْ عاهَدَ عليها أمْسَكَها وإنْ أطْلَقَها ذَهَبَتْ [17]

حافظِ قرآن اس اونٹ والے کی مانند ہے جو اسے باندھ رکھے تو سنبھالے رکھے گا، اگر چھوڑ دے تو بھاگ جائے گا۔

یہ حدیث قرآن کریم سے تعلق رکھنے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ ہدایت کی یہ کتاب اسلامی تعلیمات کا بنیادی ماخذ ہے اور اسے ہرگز نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ حقیقی فائدہ حاصل کرنے کے لیے ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کو سیکھ کر، اسے حفظ کر کے اور اس کی تلاوت کر کے اس کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرے۔ اگر اس کا تعلق کمزور ہو جائے تو قرآن کے اثرات آہستہ آہستہ ختم ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے قرآن کو پڑھا اور سکھایا۔

چودھویں حدیث: تجارت میں نرم خوئی اور نرمی کی ترغیب

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى [18]

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو خریدتے، بیچتے اور قرض کی واپسی میں نرم ہو۔

اسلام کی معاشی تعلیمات ایک طرف ایمانداری اور انصاف پر زور دیتی ہیں تو دوسری طرف رحم دلی اور نرم مزاجی پر۔ اس حدیث سے طلباء سیکھتے ہیں کہ خریداروں اور بیچنے والوں کا ایک دوسرے کے استحصال یا دھوکہ دہی کا کوئی ارادہ نہیں ہونا چاہئے۔ بیچنے والوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ ایمانداری اور فیاضی اللہ کو پسند ہے۔ اسی طرح خریداروں کو بیچنے والے کی کسی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کا کوئی برا ارادہ نہیں ہونا چاہیے۔ قرض دہندگان کو یقین ہونا چاہئے کہ صرف خدا نے اسے ضرورت مندوں کی مدد کا ذریعہ بننے کے قابل بنایا ہے اور اس لئے جب کوئی ضرورت مند اس کے پاس آتا ہے تو اسے عظمت کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوری دیانت اور لگن کے ساتھ تجارت کی۔ طلباء اس حدیث سے یہ سیکھتے ہیں کہ کسی بھی چیز کو بیچتے وقت تجارتی سامان کے نقائص کو نہیں چھپانا چاہئے مسلمان تاجروں کو اس پر عمل کرنا چاہیے اور ناجائز منافع کمانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ مسلمانوں کو کوئی بھی چیز خریدتے وقت اللہ کی حد کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ بیچنے والے کو تکلیف نہ ہو۔ قرض خواہ کو اتنا فراخ دل ہونا چاہیے کہ وہ مقروض کو راحت دے۔

یہ حدیث اسلامی معیشت کے اخلاقی اصولوں کا نچوڑ ہے۔ خرید و فروخت جیسے دنیاوی معاملات میں بھی "سمحت "یعنی نرمی اور رواداری کو عبادت کے درجے پر رکھا گیا ہے۔ اسلام صرف عبادات ہی نہیں بلکہ معاملات میں بھی حسنِ سلوک کا درس دیتا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں طلباء کو یہ سکھایا جا سکتا ہے کہ کاروبار اور لین دین صرف نفع کمانے کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی ذمے داری بھی ہے۔ اولیول اسلامیات میں اس حدیث کا اطلاق معاشی اخلاقیات کے موضوع پر کیا جا سکتا ہے اور کلاس میں ایسی سرگرمیاں رکھی جا سکتی ہیں جن میں طلباء دیانت داری، منصفانہ قیمت اور صارف کے احترام جیسے تصورات پر عملی مشق کریں۔

پندرہوں حدیث: صفتِ رحمت سے متصف ہونا

لا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ[19]

اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

طلباء اس حدیث کے ذریعے سیکھتے ہیں کہ خدا کی تمام صفات میں رحمت بہت خاص ہے کیونکہ ایک حدیث قدسی کے مطابق: "میری رحمت میرے غضب پر غالب آتی ہے" اس لیے اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اور وہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی رحمت تلاش کریں اور دوسروں پر رحم کریں۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو "تمام مخلوقات کے لیے رحمت" کہا گیا ہے۔[20] پیغمبر ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو رحم اور ہمدردی کے جذبے کو زندہ رکھنے کی ترغیب دی تاکہ وہ آخرت میں خدا کی رحمت کے حقدار بن جائیں۔ اس سے بڑا بد نصیب کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا کی رحمت سے محروم ہو جائے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے نقش قدم پر چلیں جنہوں نے مکہ، طائف اور میدان جنگ میں اپنے دشمنوں اور گستاخوں پر کبھی لعنت نہیں کی۔ غزوہ اُحد میں جب کسی صحابی نے ان سے مکہ والوں پر بد دعاء کرنے کا کہا تو ان کا جواب تھا: مجھے لعنت بھیجنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ انہوں نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا اور فتح مکہ کے موقع پر اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دیا۔ آج کے مسلمان اس طرح کے حسن اخلاق اور دل کی سخاوت کی تقلید کر سکتے ہیں۔ انہیں اپنے ملازمین پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے اور توہین کرنے والوں کو معاف کرنے کی اخلاقی جرات ہونی چاہئے کیونکہ انہیں ان کے رب کی طرف سے بہت بڑا اجر ملے گا۔

سولہویں حدیث: وحدتِ امت کی مثال

الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِذَا اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ، وَإِذَا اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ[21]

مؤمن ایک جسم کی مانند ہیں، اگر آنکھ کو تکلیف ہو تو سارا جسم متاثر ہوتا ہے، اگر سر کو تکلیف ہو تو سارا جسم دکھ محسوس کرتا ہے۔

یہ حدیث مسلم معاشرت کی باہمی ہم آہنگی اور اجتماعی یکجہتی پر زور دیتی ہے۔ مؤمنوں کو ایک جسم کی مانند قرار دے کر رسول اللہ ﷺ نے اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ اہل ایمان کو ایک دوسرے کے دکھ درد، مسائل اور تکالیف میں بے حس نہیں رہنا چاہیے۔ اس حدیث کے ذریعے طلبہ کو باہمی ہمدردی، ایثار اور دلی تعاون کی اہمیت سکھائی جا سکتی ہے۔ یہ حدیث معاشرتی عدم برداشت اور فرقہ وارانہ تقسیم کے خلاف ایک مؤثر اخلاقی پیغام دیتی ہے۔ جدید دور کے چیلنجز جیسے معاشرتی بے حسی، امتیازی سلوک اور خود غرضی کے خاتمے میں اس حدیث کی تطبیق اہم ہے۔

سترہویں حدیث: پاکدامنی اور بھلائی کا التزام

الحیاءُ لا یأتی الا بخیرٍ[22]

حیاء صرف خیر (بھلائی) ہی لاتی ہے۔

اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا گہرا تعلق حیاء سے ہے۔ حیاء تمام بے حیائیوں اور برائیوں کے خلاف تقویٰ کی طرح رکاوٹ ہے اور اس طرح ایمان کو مضبوط کرنے اور احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا حیاء ایمان کو مضبوط کرتی ہے اور تقویٰ کی دولت سے سرشار کرتی ہے۔ تقویٰ ایک مؤمن کی خدا کی اطاعت کی عکاسی کرتا ہے اور خدا کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حیاء برے کاموں اور خدا کی نافرمانی کا تریاق ہے۔

اٹھارہویں حدیث: ایمان کی فضیلت اور کبر کی شناعت

لا يَدْخُلُ النَّارَ أحد فِي قلبه مِثْقَال حَبَّة خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ. وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كبر[23]

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔

اس حدیث سے طلباء کو احساس ہوتا ہے کہ سچا ایمان ہی مؤمن کی دوزخ کی آگ سے نجات اور جنت میں داخلے کی ضمانت دیتا ہے۔ ایمان خدا کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے جذبے کو فروغ دیتا ہے اور اس طرح غرور کی نفی کرتا ہے۔ غرور نافرمانی کی علامت ہے جیسا کہ شیطان کے خدا کی اطاعت سے انکار سے ظاہر ہے: "ہم نے فرشتوں سے کہا: "آدم کو سجدہ کرو" تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور مغرور تھا۔"[24] ایمان کے معمولی درجے کے حامل مؤمن کو آخرکار جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا اور معمولی تکبر کے ساتھ جنت سے محروم کر دیا جائے گا اور جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا: "کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانہ نہیں ہے"[25] طلباء اس حدیث سے سیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ کے سامنے عاجزی اور تواضع کو فروغ دیں تاکہ وہ اس کی برکت حاصل کریں۔ قرآن نے اللہ کے سامنے عاجزی کے طریقے اور اس رویہ کے اجر کا ذکر کیا ہے: "مؤمنوں کو آخرکار فتح حاصل کرنی ہو گی۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں"[26] عاجزی کے احساس کو مضبوط کرنے سے، فخر کو مؤثر طریقے سے مزاحمت اور کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ یہ خدا کی رضا کو یقینی بناتا ہے: "کیونکہ خدا تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"[27] ہدایت کی پیروی عاجزی کو فروغ دینے اور غرور کی مزاحمت کا بہترین ذریعہ ہے۔

انیسویں حدیث: مومن و کافر کے لیے دنیا کی حیثیت

الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ[28]

دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

اللہ دنیا اور آخرت کا خالق ہے۔ اس نے اپنے فرمانبردار بندوں کو آزمانے کے لیے اس دنیا میں پیدا کیا۔ ایک مؤمن کو اسلامی تعلیمات سے تربیت دی جاتی ہے کہ وہ اس دنیا کو ایک قید خانہ سمجھے جہاں وہ اپنی پسند کی زندگی گزارنے کے لیے آزاد نہیں ہے اور اس طرح اس سے اس طرح وابستہ نہیں ہو سکتا جس طرح ایک قیدی جیل کے ساتھ دیرپا تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ ایک سچا مؤمن دھیرے دھیرے دنیاوی زندگی کے لیے ایک نقطہ نظر پیدا کرتا ہے جس کا ذکر قرآن اس طرح کرتا ہے: "دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا کے سوا کیا ہے؟ لیکن آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے۔"[29] وہ آخرت کی ابدی خوشیوں پر پختہ یقین رکھتا ہے جبکہ ایک کافر دنیا کی عارضی چمک سے پوری طرح متاثر ہو کر آخرت کا انکار کرتا ہے۔ اس دنیا کے عارضی ہونے اور موت کے بعد کی زندگی کی ابدیت پر ایک پختہ یقین ایک مؤمن کے خدا کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس دنیا میں اسی طرح زندگی بسر کرتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ

کی اس ہدایت کی روشنی میں قیدی یا اجنبی ہے۔ ان کافروں کے برعکس جو پوری طرح دنیا میں مگن ہیں، ایک مؤمن اپنی دنیاوی زندگی کو آزمائش کا مرحلہ یا کھیتی کی زمین سمجھتا ہے جس کے ثمرات آخرت میں ملیں گے۔

بیسویں حدیث: تقویٰ اور اعمالِ صالحہ کی اہمیت

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ[30]

بے شک اللہ تمہاری شکلوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

یہ حدیث واضح طور پر اس معیار کا اعلان کرتی ہے جس سے خدا اعمال اور طرز عمل کا فیصلہ کرتا ہے۔ خدا کسی شخص کی ظاہری شکل یا دنیاوی فوائد پر غور نہیں کرتا۔ وہ محض ایک شخص کے طرز عمل اور اس کے پیچھے کی نیتوں پر غور کرتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک اور حدیث میں واضح طور پر فرمایا: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے"[31] ہم خواہ کتنی ہی اچھی شکل اختیار کر لیں اور ہمیں جتنی بھی کامیابی ملے، اللہ اس قدر ارفع اور اعلیٰ ہے کہ اس کے سامنے ہر چیز بے کار ہے کیونکہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے اور وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ پس ایک سچا مؤمن قرآن و سنت کے مطابق اور خلوص نیت کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مسلمانوں کو صرف مادی فوائد پر توجہ دینے کی بجائے صالح زندگی گزارنے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ انہیں قرآن و سنت کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ یہی آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ انہیں کسی بھی قسم کی منافقت یا دکھاوے کو رد کرنا چاہیے اور ایمان اور نیت کا اخلاص پیدا کرنا چاہیے، اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان کو چاہیے کہ وہ تمام نیک اعمال خالص نیت سے خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے کریں، خواہ یہ کام دوسروں کو معمولی کیوں نہ ہوں۔

حاصلِ بحث

اولیول اسلامیات میں شامل منتخب احادیث کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ احادیث نہ صرف دین اسلام کے روحانی و اخلاقی پیغام کو بیان کرتی ہیں بلکہ انفرادی اصلاح، معاشرتی ہم آہنگی، عدل، ایثار، خدمت خلق، برداشت اور قربانی جیسے اعلیٰ اقدار کو بھی طلباء میں اجاگر کرتی ہیں۔ ان احادیث کے ذریعے طالب علموں کو اسلام کے ہمہ گیر پیغام سے روشناس کروایا جاتا ہے جس سے وہ نہ صرف بہتر مسلمان بنتے ہیں بلکہ ایک مہذب، ذمے دار اور پرامن شہری بھی بنتے ہیں۔ تحقیقی مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان احادیث کی تدریس سے طلباء میں دینی فہم، اخلاقی حساسیت اور کردار سازی کے ساتھ ساتھ تجزیاتی صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی ہیں۔ نصاب میں شامل یہ احادیث نہ صرف عبادات و عقائد کی تعلیم دیتی ہیں بلکہ اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیادوں کو بھی مضبوط کرتی ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل تجاویز و اصلاحات مفید ثابت ہو سکتی ہیں:

- احادیث کے عملی اطلاق پر مبنی سرگرمیاں اور عصر حاضر میں اس کے اطلاقات پر سوالات شامل کیے جائیں تاکہ طالب علم محض الفاظ نہیں بلکہ مفاہیم کو زندگی میں برت سکیں۔
- سیرت النبی ﷺ سے ان احادیث کے متعلقہ عملی نمونے شامل کیے جائیں تاکہ طالب علموں کو عملی نمونہ میسر ہو۔

حوالہ جات و حواشی

[1] نیشنل ایجوکیشنل پالیسی 2017ء–2025ء، (اسلام آباد: وزارت تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، پاکستان)، باب ششم، ص 25–20۔

[2] Cambridge Assessment International Education. *"**Cambridge O Level Islamiyat (2058)**,"* Programs & Qualifications, Cambridge International. Accessed July 17, 2025- https://www.cambridgeinternational.org/programmes-and-qualifications/cambridge-o-level-islamiyat-2058/.

3 مسلم، ابن الحجاج القشیری، **الصحیح للمسلم**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1955ء)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ، 1/ 30۔

4 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (دمشق: دار ابن کثیر، 1993ء)، کتاب الایمان، بَاب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه، 1/ 14۔

5 سورۃ الحجرات 10:49۔

6 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الرقاق، بَاب حفظ اللسان، 5/ 2376۔

7 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل به الجنةوان من تمسک بماامربه دخل الجنة، 1/ 44۔

8 سورۃ العنکبوت 45:29۔

9 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجهاد و السیر، بَاب من اخذ بالرکاب و نحوه صحیح، 3/ 1090۔

10 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان، 1/ 69۔

11 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجهاد و السیر، بَاب افضل الناس مؤمن یجاهد بنفسه و ماله فی سبیل الله، 2/ 730۔

12 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب الامارة، باب بیان الشهداء، 3/ 1521۔

13 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب البیوع، بَاب کسب الرجل و عمله بیده، 2/ 730۔

14 ایضاً، کتاب النفقات، بَاب فضل النفقة علی الاهل، 5/ 2047۔

15 ایضاً، کتاب الادب، بَاب فضل من یعول یتیما، 5/ 2237۔

16 ایضاً، کتاب المغازی، بَاب بعث ابی موسی و معاذ بن جبل رضی الله عنهما الی الیمن قبل حجة الوداع، 4/ 1578۔

17 مسلم، **الصحیح للمسلم**، باب الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ، وَكَرَاهَةِ قَوْلِ نَسِيتُ آيَةَ كَذَا، وَجَوَازِ قَوْلِ أُنْسِيتُهَا، 1/ 543۔

18 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب البیوع، بَاب السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ، 2/ 730۔

19 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب رحمة ﷺ الصبیان والعیال و تواضعه و فضل ذلک، 4/ 1809۔

20 سورۃ الانبیاء 107:21۔

21 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المومنین و تعاطفهم و تعاضدهم، 4/ 2000۔

22 ایضاً، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الیمان و افضلها و ادناها، و فضیلة الحیاء، و کونه من الایمان، 1/ 64۔

23 ایضاً، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه، 1/ 93۔

24 سورۃ البقرہ 34:02۔

25 سورۃ الزمر 60:39۔

26 سورۃ المؤمنون 1:23۔

27 سورہ یٰس 4:36۔

28 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب زهدوالرقائق، باب ما جاء ان الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر، 4/ 2272۔

29 سورۃ الانعام 32:06۔

30 مسلم، **الصحیح للمسلم**، کتاب البر والصلة والآداب، باب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ، 4/ 1987۔

31 ایضاً، 4/ 1907۔